ایک آدمی مسلم اسی وقت ہوتا ہے جبکہ انبیاء کے پیش کردہ دین کو جان کر دل سے اس کی تصدیق کرے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص سن شعور کو پہنچنے تک ٹھیک ٹھیک اُسی فطرت پر قائم ہو جس پر اللہ نے اسے پیدا کیا تھا، تب بھی اس کا مسلم ہونا اسی پر موقوف ہوگا کہ نبی کے واسطے سے اس کو دین ملے اور وہ اسے قبول کرے۔ جو شخص اس بات کو نہیں مانتا وہ دراصل یہ کہتا ہے کہ آدمی ماں کے پیٹ سے جو فطرت لے کر آتا ہے وہی پورا کا پورا اسلام ہے اور وہی آدمی کے ہدایت یافتہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے معنی یہ ہیں کہ شرائع کا نزول اور انبیاء کی آمد بالکل غیر ضروری ہے۔ حالانکہ قرآن جس بات کو بار بار وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو بہر حال خدا کی طرف سے ایک رہنمائی کی ضرورت ہے اور وہ ہر شخص کو براہِ راست نہیں بلکہ انبیاء کے واسطے سے ہی مل سکتی ہے، اور اسی کا اتباع قبول کرنے پر آدمی کی نجات کا مدار ہے۔ دیکھیے، جس وقت کوئی اجتماعی ماحول سرے سے موجود نہ تھا اور کسی یہودیت یا نصرانیت یا مجوسیت کا نام و نشان تک نہ تھا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کو خطاب کر کے فرمایا:

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرہ - ۴)

پس اگر میری طرف سے تمہارے پاس رہنمائی آئے تو جو لوگ میری رہنمائی کی پیروی کریں گے اُن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی جس فطرت کو اللہ نے فجور اور تقویٰ کی ایک الہامی معرفت بخشی ہے وہ اگر اپنی سلیم حالت میں بھی محفوظ ہو، پھر بھی وہ خود راستہ پا لینے کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے وحی کی رہنمائی ناگزیر ہے۔ فطرت کی صلاحیت زیادہ سے زیادہ بس اتنی ہی ہے کہ وحی کے ذریعہ سے جب اس کے سامنے راہِ حق پیش کی جائے تو وہ اسے پہچان لیتی ہے اور اس کی تصدیق کرتی ہے، مگر وحی کے بغیر خود راہ یاب ہو جانا اس کے بس میں نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سلیم الفطرت آخر کون ہو سکتا ہے؟ آپ کا حال یہ تھا کہ جب تک وحی نے رہنمائی نہ کی، آپ ٹھٹکے کھڑے تھے اور کچھ نہ جانتے تھے کہ راستہ کدھر ہے۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ اور

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ، مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ ۔

اِس اسلام کے متعلق آخر کوئی صاحبِ علم و عقل آدمی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہ مسلمان گھر میں پیدا ہونے والے ہر آدمی کو آپ سے آپ مل جاتا ہے اور اس کے حاصل ہونے کے لیے سرے سے کسی علم و شعور اور ارادی تصدیق کی حاجت ہی نہیں ہے ؟

منگنی کا شرعی حکم

سوال :۔ کیا شرعی لحاظ سے خطبہ نکاح کا حکم رکھتا ہے ؟ عوام اس کو ایجاب و قبول کا درجہ دیتے ہیں ۔ اگر لڑکی کے والدین ٹھیری ہوئی بات کو رد کر دیں تو برادری میں ان کا مقاطعہ تک ہو جاتا ہے ۔ اس صورت میں اگر والدین اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیں تو کیا یہ فعل درست ہو گا ؟

جواب :۔ منگنی محض ایک قول و قرار ہے اِس بات کا کہ آئندہ اس لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے کیا جائے گا ۔ یہ بجائے خود نکاح نہیں ہے ۔ البتہ فریقین کے درمیان ایک طرح کا عہد و پیمان ضرور ہے جس سے پھر جانا درست نہیں ، اِلّا یہ کہ اس کے لیے کوئی معقول وجہ موجود ہو ۔ اگر منگنی کے بعد فریقین میں سے کسی ایک پر دوسرے کا کوئی ایسا عیب ظاہر ہو جو پہلے معلوم نہ تھا یا چھپایا گیا تھا ، تو بلا شبہ اس قول و قرار کو ختم کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس طرح کی کسی معقول وجہ کے بغیر یونہی اسے ختم کر دینا ، یا کسی غیر معقول وجہ کی بنا پر اس سے پھر جانا ہرگز جائز نہیں ۔ دوسری بد عہدیوں کی طرح یہ بھی ایک بد عہدی ہے جس پر انسان خدا کے ہاں جواب دہ ہو گا ۔

اِستمنا بالید کا شرعی حکم

سوال ۔ ایک شخص کا شباب عروج پر ہے ، نفسانی جذبات کا زور ہے ۔ اب ان جذبات